102445- حمل کی کم از کم مدت

سوال

والدین کی رخصتی اور بچے کی تاریخ ولادت کے درمیان چھ ماہ کا عرصہ ہے، کیا بچہ یہ سوال کرے کہ واقعی وہ چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا یا کہ والدین نے اس تاریخ سے قبل عقد نکاح کیا تھا یا اسے اس معاملہ کو ویسے ہی چھوڑ دینا چاہیے اور والد کی طرف منسوب ہو اور کوئی سوال نہ کرے ؟

اور کیا بچہ والدین سے یہ دریافت کر سکتا ہے کہ کیا وہ نماز ادا کرتے تھے یا نہیں تا کہ عقد نکاح کی صحت معلوم ہو سکے ؟

پسندیدہ جواب

علماء کرام کا فیصلہ ہے کہ حمل کی کم
از کم مدت چھ ماہ ہے، اگر عورت کے ہاں رخصتی اور خاوند کے دخول کے چھ ماہ بعد بچہ
پیدا ہوتا ہے تو یہ بچہ خاوند کی طرف منسوب کیا جائیگا، اور صرف گمان اور احتمال کی
بنا پر بچے کی والد کی طرف سے نفی نہیں کی جائیگی کیونکہ بچہ بستر والے کا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے
درج ذیل سوال کیا گیا:

ایک شخص نے کنواری عورت سے شادی کی
اور اس کے دخول کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو گیا تو کیا اس بچے کی نسبت والد کی طرف
کی جائیگی ؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا:

"اگر دخول کے چھ ماہ کے بعد چا ہے
ایک لحظہ بعد ہی بچہ پیدا ہو تو سب آئمہ کا اتفاق ہے کہ بچہ والد کی طرف منسوب ہو
گا، اس طرح کا واقعہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں بھی پیش آیا اور
صحابہ کرام نے چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہونے کے امکان کا استدلال اس فرمان باری
تعالی سے کیا:

{اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کی
عمر تیس ماہ ہیں}. الاحقاف (15).

اوراس فرمان باری تعالی سے بھی :

.{اورمائیں اپنی اولادکوپورے دو
برس دودھ پلائیں}.البقرۃ(233).

اگر تیس ماہ سے رضاعت کی مدت دو برس
ہو توپھر حمل چھ ماہ کا ہوگا، تواس طرح آیت میں کم ازکم حمل کواور رضاعت کی پوری
مدت کوجمع کیا گیا ہے" انتہی

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ علی رضی اللہ
تعالی عنہ کا اس مسئلہ پر استنباط کے متعلق کہتے ہیں : یہ ایک قوی استنباط ہے اور
عثمان اور صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بھی موافقت کی ہے" انتہی

دیکھیں : تفسیر القرآن العظیم (4/
158).

اورشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے
ہیں :

"حمل کی کم ازکم مدت چھ ماہ ہے،
اور یہ قرآن مجید کی دلالت کا مقتضی ہے قرآن میں اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اوراس کا حمل اوردودھ چھڑانے کا
عرصہ تیس ماہ ہے}.

اوریہ فرمان :

.{اوراس کا دودھ چھڑانا دوبرسوں
میں}.

جب ہم دودھ چھڑانے کی عمر دو برس
لیتے ہیں توحمل کے لیے باقی چھ ماہ رہ جاتے ہیں، اوریہ واضح ہے" انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع (339/13).

اوراس بنا پر آپ کا اپنے والد کی
طرف منسوب ہونا صحیح ہے، اوراس میں کسی بھی قسم کے شک کو کوئی گنجائش نہیں اوراسی
طرح آپ کے لیے یہ بھی لازم نہیں کہ آپ اپنے والدین سے دریافت کریں کہ آیا وہ نماز
ادا کرتے تھے نہیں ؟ کیونکہ اصل یہی ہے کہ عقد نکاح صحیح ہے.

واللہ اعلم.